Journal of Religion & Society (JRS)
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

CONTEMPORARY MIGRATION: MULTIDIMENSIONAL DRIVERS, SOCIAL IMPACTS, AND A THEORETICAL-THEMATIC ANALYSIS

موجودہ دور میں ہجرت کے کثیر الجہتی اسباب اور معاشرے پر ان کے اثرات: ایک نظریاتی وموضوعاتی مطالعہ

Bibi Amina
MPhil Scholar, Department of Seerat Studies, University of Peshawar.
amnashah4161@gmail.com
Loqman Ahmad
Lecturer Islamic Studies, Bacha Khan University Charsadda
Loqman550@gmail.com

ABSTRACT

This research paper presents a comprehensive theoretical and thematic analysis of the multidimensional drivers of contemporary human migration and their profound impacts on modern society. Far from being a mere geographical relocation, modern migration has evolved into a complex socioeconomic and psychological phenomenon. This study meticulously examines material and environmental catalysts such as poverty, employment seeking, and systemic disparities in healthcare and education, and climate change alongside critical push factors like geopolitical conflicts, political instability, and religious persecution. Crucially, the paper contextualizes these contemporary crises through classical Islamic jurisprudential frameworks, intersecting modern displacement with the concepts of Dar al-Islam ,Dar al-Kufr ,and Dar al-Harb .The findings indicate that while migration frequently serves as a mechanism for financial survival and remittance generation, it simultaneously exacts a devastating social cost, characterized by family fragmentation, identity crises, and severe psychological trauma due to separation. Ultimately, this study underscores the urgent need for a balanced policy framework that addresses both the material incentives and the deep-seated human costs of migration.

Keywords:*Migration Drivers, Socioeconomic Impact, Contemporary Context, Dar al-Islam, Forced Displacement, Climate Refugees, Social Cost, Family Separation.*

ہجرت کا لغوی اور اصطلاحی تفہیم:

ہجرت کا لغوی مفہوم

ہجرت لفظ (ہ ج ر) سے ہے، عربی ادب میں دیکھا جائے تو اس مصدر سے متعدد مصادر استعمال ہوئے ہیں، جیسا کہ "ھجراً، ھجراناً، تھجیراً، اھجاراً اور مھاجرةً "[1] وغیرہ۔ اس مادے سے استعمال ہونے والے الفاظ پر اگر غور کیا جائے تو اس میں چھوڑنے اور ترک کرنے کا معنی پایا جاتا ہے۔ عرب کہتے ہیں": ھاجر القوم من دار الی دار"[2] (فلاں) قوم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گئی ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں بھی یہ مادہ اسی معنی میں بارہا استعمال ہوا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"والتی تخافون نشوزھن فعظوھن و اھجروھن فی المضاجع و اضربوھن"[3]

" تمہیں جن عورتوں کی نافرمانی اور سرکشی کا اندیشہ ہو تو ان کو وعظ کرو اور ان سے جگہ بدل لو (پھر بھی اگر باز نہ آئے تو پھر) انہیں (مناسب طریقے سے) مار دو۔

اس آیت میں واھجروھن اسی معنی ترک اور علیحدگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

[1] ۔ ابن منظور، أبو الفضل جمال الدين محمد بن مكرم الأنصاري، لسان العرب، حرف الھاء ،الھجر، دار صادر ،سنة النشر: 2003م،ج15،ص24۔

[2]۔ نفس مصدر

[3]۔ سورۃ النساء:4 : 34

سورۃ مریم میں ارشاد باری ہے: "و ھجرنی ملیاً"[4] ، یعنی ایک طویل عرصہ کے لئے تم مجھ سے الگ ہو جاؤ۔

ایک اور جگہ قرآن مجید میں حضور ﷺ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ آپ بارگاہ الوہیت میں روز قیامت یہ الفاظ بولیں گے:

"ان قومی اتخذاو ھذا القرآن مھجورا" [5]

بے شک میری قوم نے قرآن کو مھجور یعنی ترک شدہ چیز بنالیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کو چھوڑ کر دوسرے چیز کو اختیار کرنا ہجرت ہے جس کو عمومی لسانی مفاہیم میں ہجرت سے مرادیہ ہے:

"الخروجُ من أرضٍ إِلَى أُخْرَى"[6] ایک زمین سے دوسری کی طرف نکلنا ہے۔

مشہور ماہر لغت علامہ احمد بن محمد فیومی حموی (770ھ) ہجرت کے معنی یوں بیان کرتے ہیں کہ

"وَالْهِجْرَةُ بِالْكَسْرِ مُفَارَقَةُ بَلَدٍ إِلَى غَيْرِهِ فَإِنْ كَانَتْ قُرْبَةً لِلّٰهِ فَهِيَ الْهِجْرَةُ الشَّرْعِيَّةُ" [7]

---

[4]۔ سورۃ مریم:46 :19

[5]۔ سورۃ الفرقان:42 : 30

[6]۔ الزّبيدي، محمّد مرتضى الحسيني تاج العروس من جواهر القاموس،: وزارة الإرشاد والأنباء في الكويت - المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب بدولة الكويت

عوام النشر: (١٣٨٥ - ١٤٢٢هـ)، ج14، ص397۔

[7]۔ الحموي، أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم ، أبو العباس (ت نحو ٧٧٠هـ)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير الناشر: المكتبة العلمية – بیروت، ج2ص634۔

ہجرت سے مراد ایک علاقہ کو چھوڑ کر دوسرے علاقہ کی طرف جانا ہے اور اگر یہ قربِ الٰہی کے حصول کی خاطر ہو تو یہ ہجرت شرعیہ کہلائے گی۔

ہجرت کی شرعی اور اصطلاحی مفہوم

ہجرت کی اصطلاحی تعریف کو علامہ احمد ب فیومی حموی کی ذکر کردہ لغوی تعریف میں باریک اشارہ ہو چکا ہے کہ ہجرت اگر قربِ الٰہی کے حصول کے لئے ہو تو یہ ہجرت شرعیہ کہلائے گی۔یہی وجہ ہے کہ اکثر علماء امت نے ہجرت کی اصطلاحی تعریف درج ذیل الفاظ سے کی ہے: "ترک دار الکفر و الخروج منها الی دار الاسلام"[8]

یعنی دار الکفر کو چھوڑ کر دار الاسلام کی طرف جانا (ہجرت شرعیہ) ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی تعریف یوں کی ہے": الهجرة فی الشرع ما نهی الله عنه "[9]

شریعت میں ہجرت سے مراد ہر ایسے کام کو چھوڑنا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ہجرت کی یہ تعریف رسول اکرم ﷺ کی اس حدیث سے لی ہے:

"اَلْمُهَاجِرُ مَنْ ہَجَرَ مَا نَہَی اللهُ عَنْہُ"[10]

مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کردہ کاموں کو چھوڑ دے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ "ہجرت" باطنی اور ظاہری دونوں ہجرتوں کو شامل ہے۔باطنی ہجرت سے مقصود یہ ہے کہ انسان تمام ایسے کاموں کو چھوڑ دے جنہیں شیطان اور نفسِ انسانی خوب مزین کر کے اس

---

[8]۔الجرجانی، علي بن محمد بن علي الزين الشريف الجرجاني (ت ۸۱۶ھ-)، کتاب التعریفات، الناشر: دار الکتب العلمیة بیروت-لبنانالطبعة: الأولى ۱۴۰۳ھ- -۱۹۸۳م، ص265۔

[9]۔ابن حجر العسقلانی، الحافظ احمد بن علي بن حجر فتح الباري فی شرح البخاری، مطبوعہ دار المعرفہ، بیروت، ج1، ص16۔

[10]۔ابن حجر، فتح الباری، ج:4، ص:333

کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اور ظاہری ہجرت سے مقصود یہ ہے کہ انسان اپنے دین کو کفر اور فتنوں سے بچا کر کسی ایسی جگہ پر چلا جائے جہاں وہ پر امن طور پر اسلامی تعلیمات پر عمل کر سکے۔

امام العزبن عبد السلام رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اَلْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ : هِجْرَةُ الأَوْطَانِ وَهِجْرَةُ الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ، وَأَفْضَلُهُمَا هِجْرَةُ الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ، لِمَا فِيْهَا مِنْ إِرْضَاءِ الرَّحْمٰنِ وَإِرْغَامِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ "[11]

ہجرت کی دو اقسام ہیں: ترکِ وطن کرنا، گناہ اور زیادتی کو چھوڑنا۔ ان میں سے دوسری ہجرت افضل ہے کیونکہ اس سے رحمٰن راضی ہوتا ہے اور نفس اور شیطان کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔

ہجرت کے کثیر الجہتی اسباب وعوامل اور معاشرے پر ان کے اثرات ہجرت کے ممکنہ اہداف:

1) معاشی عوامل

ا نسان اور ہجرت کا رشتہ اتنا ہی پرانا ہے جتنی خود انسانی تاریخ۔ اگر ہم ماضی کے اوراق پلٹ کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم سے لے کر آج کے جدید دور تک، انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد نے اپنے آبائی گھر بار صرف اور صرف معاش (روزگار) کی خاطر چھوڑے۔ دنیا کی شروعات سے لے کر اب تک نقل مکانی کا یہ سلسلہ کبھی نہیں رکا۔ انسان ہمیشہ سے ایک ایسے ٹھکانے کی تلاش میں سرگرداں رہا ہے جہاں اسے بھوک، افلاس اور تنگدستی سے نجات مل سکے، اور وہ اپنے بال بچوں کے لیے ایک پر امن، خوشحال اور آسودہ زندگی کا انتظام کر سکے۔ درحقیقت، ہجرت کے پیچھے چھپا سب سے بڑا محرک ایک بہترین اور محفوظ مستقبل کی تڑپ ہوتی ہے۔ جب ہم ان معاشی اسباب کا گہرا مطالعہ کرتے ہیں، تو ہمارے سامنے بنیادی طور پر تین بڑے عوامل آتے ہیں، جن میں سب سے اہم اور پہلی ترجیح 'بہتر اور باعزت روزگار کی تلاش' ہے۔ اسلام نے بھی حلال روزگار کے لیے سفر کرنے اور محنت کرنے کی نہ صرف حوصلہ

---

[11]۔ اعداد مجموعہ متخصصین، نضرۃ النعیم فی مکارم اخلاق رسول الکریم ﷺ، ناشر، دار الوسیلہ، 1998م، جدہ سعودی عرب، ج8، ص440۔

افزائی کی ہے بلکہ اسے ایک مقدس عمل قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی ایک نہایت پیاری حدیثِ پاک ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ[12]": "فرائض (جیسے نماز، روزہ وغیرہ) کے بعد، حلال روزگار تلاش کرنا بھی ایک فریضہ ہے"

یہ حدیثِ پاک واضح کرتی ہے کہ جب کوئی انسان اپنے معاشی حالات کو سدھارنے اور حلال کمانے کے لیے جدوجہد کرتا ہے یا اپنے وطن سے دور ہجرت کرتا ہے، تو وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے ایک اہم حکم کی بجا آوری کر رہا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاشی عوامل کے تحت ہونے والی نقل مکانی انسانی زندگی کا ایک لازمی اور فطری حصہ بن چکی ہے۔

روزگار کے لیے ہجرت

ابتدائی افرنیشن سے لے کر تاہنوز بہتر زندگی کے لیے ہجرت کا معمول رہا ہے یہ فطرت کا حصہ ہے دنیا میں جتنے بھی جاندار پائے جاتے ہیں وہ بہتری کی طرف سراپا ہجرت ہوتے ہیں، آپ نے چرند و پرند کو دیکھا ہو گا وہ اجتماعی سطح پر نقل مکانی کرتے ہیں ،اسی طرح حشرات الارض اور دوسرے جاندار بہتری کے لیے ہجرتیں کرتے ہیں انسان بھی چونکہ فطرت کا حصہ ہے تو وہ بھی بہتر مستقبل اور بہتر روزگار اور بہتر زندگی کے لیے ہجرت کرتے ہیں۔ یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کہ کیا بہتر روزگار کے لیے کسی غیر اسلامی ممالک کی طرف ہجرت کرنا جائز ہے، اس کا جواب زرہ تفصیل طلب ہے، دیکھا جائے تو زمین یعنی ممالک کی تین قسمیں ہیں ؛ دارالحرب ،دارالکفر اور دارالاسلام ۔۔۔

[12]۔ التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي، مشكواة المصابيح، كتاب البيوع، رقم الحديث: 2781۔

دار الکفر: ایسے ممالک جہاں پر حکومت کفار و مشرکین اور غیر مسلموں کی ہو جیسے، امریکہ، یورپ کے سب ممالک، برطانیہ وغیرہ، ان ممالک میں اگرچہ حکومت غیر مسلموں کی ہے لیکن وہاں پر اسلامی تعلیمات پر چلنے کی اجازت ہے۔ ان ممالک میں مسلمان پوری آزادی کے ساتھ اللہ کی عبادت کر سکتے ہیں، آذان دے سکتے ہیں الغرض جمیع اسلامی تعلیمات پر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں ان پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ ایسے ممالک میں روزگار کے لیے جانے پر شرعی اجازت ہے کسی قسم کا کوئی حرج نہیں۔ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہجرت حبشہ اسی قبیل کی ہجرت تھی، حضور ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ایک ایسے ملک کی طرف ہجرت کرنے کے لئے بھیجا، جہاں ایک عیسائی بادشاہ کی حکمرانی تھی، اسی طرح ہجرت مدینہ میں بھی مدینے پر یہود کی اکثریت قابض تھی۔[13]

[13]۔ ابن ہشام، عبد الملک بن هشام بن أيوب الحميري المعافري، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 213ه-)، السيرة النبوية لابن هشام، الناشر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، 1375ه- - 1955 م، ج1 ص321۔

دار الحرب : ایسا ملک جہاں پر غیر مسلموں کی حکومت ہو ان کا نظام ہو اور وہاں پر اسلامی تعلیمات پر چلنے کی اجازت نہ ہو، آذان دینے، عبادت کرنے، مساجد کی تعمیر کرنے پر پابندی ہو۔ وہاں مسلمانوں کے خلاف ظلم ہو رہا ہو، انہیں قتل کیا جا رہا ہو۔ یعنی مسلمانوں کے لئے مشکل ہو کہ وہ اسلام کی تعلیمات پر عمل کر سکیں تو ایسے ممالک میں روزگار کے لئے جانا جائز نہیں ہے، فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ وہاں پر رہنے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ بھی ایسے ممالک سے ہجرت کر کے کسی ایسے ملک میں جائیں جہاں اسلام کی مطابق اپنی زندگیاں بسر کر سکیں۔ جب ان کو حکم ہے کہ وہ ہجرت کریں تو پھر دوسرے ملک سے دار الحرب جانا مسلمانوں کے لئے بدرجہ اولی ممنوع اور ناجائز ہے۔ حدیث مبارک میں بھی اس کی ممانعت ائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں ہر اس مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے۔

دارالاسلام: فقہ اسلامی کے مسلمہ اصولوں کی روشنی میں "دارالاسلام" بنیادی طور پر ایک ہی جغرافیائی اور شرعی اکائی) کا نام ہے، جس کی حدود میں شریعتِ مطہرہ کا نفاذ ہوتا ہے اور مسلمانوں کو مکمل مذہبی و سیاسی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ شریعت کی نظر میں تمام مسلم خطے اور ممالک ایک ہی نظریاتی اساس پر قائم ہیں، اس لیے ان کے درمیان سیاسی یا انتظامی بنیادوں پر کھینچی گئی مصنوعی سرحدیں ان کی شرعی حیثیت کو تبدیل نہیں کر سکتیں۔ علامہ کاسانی نے بھی اس پر اپنی کتاب میں پوری تفصیل کی ہے ، جس کا حاصل درج ذیل ہے۔

"اس نظریاتی وحدت کے باعث، ایک مسلم ملک سے دوسرے مسلم ملک کی طرف نقل مکانی یا ہجرت کرنے کی صورت میں ممانعت یا عدمِ جواز کا سرے سے کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شرعی نقطۂ نظر سے

یہ سفر ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص ایک ہی ملک کے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ چنانچہ روزگار کی تلاش، تجارت، اعلیٰ تعلیم، یا بہتر معیارِ زندگی کے حصول کے لیے ایک دارالاسلام سے دوسرے دارالاسلام میں منتقل ہونا نہ صرف یہ کہ شرعاً مطلقاً جائز اور مباح ہے، بلکہ اگر یہ ہجرت دین کی خدمت یا مسلم معاشرے کی معاشی و علمی ترقی کی نیت سے ہو تو یہ مستحسن (قابلِ تعریف) عمل بن جاتا ہے۔ یہاں اُمورِ زندگی اور احکامِ شریعت کی یکسانیت کی وجہ سے کسی قسم کا کوئی فقہی اِشکال یا شرعی قدغن موجود نہیں ہے"[14]۔

غربت سے چھٹکارا: وہ لوگ جو غربت کے شکار علاقوں میں رہتے ہیں زیادہ خوشحال علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں جیسے ہمارے علاقوں کے لوگ سعودی عرب متحدہ عرب امارات اور مغربی ممالک کی طرف ہجرت کرتے ہیں۔

ذراعت یا دیگر وسائل کی کمی: بعض علاقوں میں خشک سالی اور دیگر قدرتی افات کی بنا پر ضروریات زندگی محدود ہو جاتی ہے تو وہاں سے لوگ دوسرے علاقوں کی طرف ہجرت کرتے ہیں تاکہ زندگی گزارنے کے لیے خوراک اور دوسرے وسائل کو تلاش کیا جاسکے جیسے پاکستان کے بہت سارے علاقوں میں چیزوں کا فقدان ہو جاتا ہے سندھ کا اور بلوچستان کے بہت سارے صحرائی علاقوں سے لوگ اسی وجہ سے ہجرت کرتے ہیں یہ بات تو مشاہدے کا حصہ ہے کہ سردیاں شروع ہوتے ہی جب صبح خیبر پختون خواہ کے بالائی حصوں پر جب جب برف باری شروع ہو جاتی ہے تو وہاں کے باشندے ذیلی علاقوں جیسے مردان پشاور چارسدہ اور صوابی سمیت بہت سارے اضلاع کی طرف ہجرت کرتے ہیں، یہ ایک مشاہداتی مسئلہ ہے۔

2) **سماجی عوامل:** سماجی عوامل سے مراد وہ اسباب اور وجوہات ہیں جس معاشرتی بہتری اور سماجی ترقی کے لئے ہجرت کی جاتی ہے، سماجی عوامل کو تین انواع میں تقسیم کر کے زیر بحث لاتے ہیں۔

[14]۔ کاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۳۔ کتاب السِّیَر، فصل: فی بیان معنی الدارین دار الاسلام و دار الکفر، ج ۷ ص130۔

تعلیم وصحت کی بہتر سہولیات

تعلیم اور صحت کی سہولیات کسی بھی معاشرے اور ملک کی ترقی کیلئے بنیادی اہمیت رکھتی ہیں اور صحتمند معاشرہ ملکی ترقی، خوشحالی کیلئے لازم ہوتی ہے، ان دونوں سہولیات کے خاطر اکثر لوگ اپنے علاقوں کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف نقل مکانی کرتے رہتے ہیں۔

خاندانی تعلقات یا شادی بیاہ کے لئے

عموماً یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف ہجرت اس لئے کرتے ہیں کیونکہ انہیں اپنے خاندان کے ساتھ ریت ورواج کو قائم رکھنے میں مشکل پیش آرہی ہوتی ہے یا پھر انہیں کسی جگہ شادی کرنا مقصود ہوتی ہے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک متفق علیہ روایت ہے اس میں ارشاد ہے:"انما الاعمال بالنیات و انما لامر ما نوا فمن کانت ہجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ و من کانت ہجرتہ الی دنیا یصیبھا او امر اۃ یتوجھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ"[15]

"اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، جس نے جو نیت کی اسے وہ ملے گا، جس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول کے لئے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہوگی اور جس نے اس نے اس نیت سے ہجرت کی کہ اسے کچھ دنیاوی فائدہ ملے، یا پھر کسی عورت سے شادی ہو تو پھر اسے وہی ملے گا کس کے لئے ہجرت کی ہو" اس حدیث میں شادی بیاہ کے لئے ہجرت کو ایک بلیغ اشارے کے زریعے واضح کیا گیا ہے۔

سماجی برابری یا انصاف

سماجی انصاف سے ہم ہمیشہ یہی مراد لیتے ہیں کہ امیر اور غریب میں کوئی فرق نہ ہو، مرد اور عورت کے حقوق مساوی ہوں اور کسی کو بھی دوسرے فرد کا استحصال کرنے کی اجازت نہ ہو۔وہ معاشرہ بھی سماجی

15۔امام بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، کتاب بدؤالوحی، باب کیف بدؤالوحی، رقم الحدیث:1۔

انصاف کا حامل سمجھا جائے گا جہاں تعلیم سب کے لیے ہو اور ایک جیسی ہو، قانون کی ہر صورت عمل داری ہو، کوئی قانون سے بالاتر نہ ہو، معاشی حیثیت کی بنیاد پر چارادستی نہ ہو، نسل، حسب نسب، مکتب، مذہب، رنگ، علاقے کی بنیاد پر انصاف کے نظام پر اثر نہ پڑے، وسائل کی تقسیم منصفانہ ہو، کسی کو کم کسی کو زیادہ نہ ملے، ایسا بھی نہ ہو کہ کسی کو ملے ہی نا۔ جبر اگر کوئی کسی پر بھی قابض نہ ہو، کوئی کسی بھی فرد کی حق ملکیت، اس کی عزت پر اثر انداز نہ ہو، لیکن ان سب عوامل کے علاوہ بھی بہت سے ایسے نکات ہیں جو معاشرے میں انصاف کی عکاسی کرتے ہیں اور انصاف کی اکائی سمجھے جاتے ہیں۔ سماجی انصاف کے حصول کے لیے بھی نقل مکانی کی جاتی ہے تاکہ زندگی کے سہولیات میسر آسکے۔

3)ماحولیاتی عوامل

قدرتی آفات

جب بھی قدرتی آفات یا حادثات رونما ہوتے ہیں، جیسے زلزلہ، سیلاب اور آتشزدگی وغیرہ ان کے اثرات سے لوگوں کی روزمّرہ کی زندگیاں بدل جاتی ہے، لوگوں کو زندگی جینے کے بنیادی سہولیات بھی میسر انا مشکل ہو جاتے ہیں ایسے میں نقل مکانی ہی ایک بہترین اور آزمودہ حل ہے تاکہ کسی اور جگہ جاکر زندگی تلاش کی جائے۔

پاکستان میں حالیہ عرصے میں کئی آفات رونما ہوئے بالاکوٹ زلزلہ آیا، سوات اور بالائی علاقوں پر سیلاب آیا اور اسی طرح اگر ہم بین الاقوامی بیک گراؤنڈ پر دیکھے تو کئی ممالک پر جنگ مسلط کی گئی، وہاں سے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل مکانی پر مجبور ہوئے، نقل مکانی کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور چارہ ہی نہیں ہو تا وہ اگر چاہے بھی تو اپنے علاقوں میں نہیں رہ سکتے تو ان کے ان کے پاس زندگی گزارنے کے لیے بنیادی سہولیات کا فقدان ہوتا ہے اور وہ اپنی زندگی جینے کے لیے بنیادی سہولیات کی تلاش میں اپنے علاقوں کو چھوڑ کر دوسرے علاقوں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں۔

ماحولیاتی تبدیلیاں

موجودہ صدی میں سیارۂ زمین انتہائی تیز رفتاری سے ماحولیاتی بگاڑ اور موسمیاتی تبدیلیوں کی زد میں ہے، جس کا سب سے واضح مظہر عالمی درجہ حرارت میں ہونے والا مسلسل اضافہ ہے۔ اس ماحولیاتی تغیر نے کرۂ ارض کے روایتی اور فطری توازن کو یکسر بدل کر رکھ دیا ہے، جس کے نتیجے میں صدیوں سے رائج قدرتی اور جغرافیائی دائرے شدید متاثر ہوئے ہیں۔ عصری تحقیقی مطالعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ موسمیاتی تبدیلیاں نہ صرف قدرتی آفات (جیسے شدید خشک سالی، بے وقت کی بارشیں اور گلیشیئرز کا پگھلنا) کا سب سے بڑا محرک ہیں، بلکہ یہ انسانی معاشروں میں گہرے معاشی، معاشرتی اور سماجی بگاڑ کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو رہی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ ماحولیاتی نظام کی یہ ابتری دنیا بھر میں بڑے پیمانے پر جبری اور رضاکارانہ نقل مکانیوں کا ایک بنیادی سبب بن کر ابھری ہے۔ جب کسی خطے کے روایتی معاشی ذرائع (جیسے زراعت اور لائیو اسٹاک) موسمیاتی شدت کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں، تو وہاں کے باشندوں کے پاس اپنی بقا کے لیے اپنے آبائی علاقوں کو چھوڑ کر دوسرے سازگار مقامات یا شہری مراکز کی طرف ہجرت کرنے کے سوا کوئی متبادل راستہ باقی نہیں بچتا۔ یوں یہ ماحولیاتی بحران براہِ راست آبادیاتی منتقلی کی شکل اختیار کر لیتا ہے

وسائل کی قلت

کائنات بنانے سے پہلے خالق نے توازن کو مدنظر رکھا اور اس کے حوالے سے دنیا کو ہر رنگ عطا کیا، کہیں دشت بنائے کہیں جنگل وصحرا کہیں دریا کہیں پہاڑ اور کہیں سرسبز وادیاں۔ اب کائنات کی ہر چیز ہماری نظر کو توازن کا تاثر دیتی ہے۔ جہاں کہیں توازن بگڑنے لگتا ہے تو کائنات میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ جب بارش نہیں ہوتی تو اناج کو نقصان پہنچتا ہے اور جب زیادہ ہوتی ہے تو سیلاب کا سبب بنتی ہے۔ بالکل اسی طرح کہیں پر ضروریت زیادہ ہو اور وسائل کی قلت ہو وہ لوگوں کی زندگی اچھی رد ہو جاتی ہے اور اسی بنیاد پر لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرتے ہیں تاکہ ملازمت اور بہترین وسائل یقینی ہو جائے۔

4)سیاسی عوامل

جنگ وجدل کی وجہ سے ہجرت

جنگ وجدل کی وجہ سے بھی زندگی کی رفتار ماند پڑ جاتی ہے، زندگی کے بنیادی سہولیات پر تاریکی چھا جاتی ہے اور لوگ بنیادی سہولیات سے محروم ہو جاتے ہیں، یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں پر امن و امان نہ ہو اور جہاں لوگوں کی جان، مال اور عزتیں محفوظ نہ ہو وہاں پر زندگی جینا مشکل ہو جاتا ہے اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کرتے ہیں، عصر حاضر میں افغانستان، عراق، مصر اور فلسطین سے اس طرح کی ہجرتیں ہوتے ہوئے ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ پاکستان میں بھی جب بالائی علاقوں پر سرچ اور ملٹری اپریشن ہوا تو لوگ دوسرے علاقوں کی طرف منتقل ہو گئے۔

سیاسی عدم استحکام

عصر حاضر میں جدید ریاستی سٹرکچر میں تمام شعبہ ہائے زندگی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں، کوئی بھی حصہ ہم دوسروں سے جدا نہیں کر سکتے، یہی وجہ ہے کہ سیاسی استحکام اور اقتصادی ترقی ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہے، جہاں کہی سیاسی عدم استحکام پیدا ہو، وہاں پر اقتصادی ترقی رک جاتی ہے اور اقتصاد حیات انسانی کا لازمی حصہ ہے، اس کے بغیر زندگی کا تصور بھی محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاسی عدم استحکام کی صورت میں لوگ نقل مکانی کرتے ہیں۔

ظلم وجبر یا مذہبی تنازعات

جیسا کہ پہلے بھی صراحت کی جا چکی
ہے کہ کسی بھی معاشرے میں امن و امان کی مخدوش اور ناگفتہ بہ صورتحال انسانی زندگی کی فطری اور عمومی رفتار کے لیے انتہائی مہلک ثابت ہوتی ہے۔ وہ خطے جہاں شہریوں پر منظم ریاستی یا سماجی ظلم و ستم کا بازار گرم ہو، ان کے بنیادی انسانی و قانونی حقوق غصب کیے جا رہے ہوں اور ان سے جینے کا بنیادی حق تک چھینا

جارہا ہو، وہاں سماجی فضا میں ایک شدید قسم کا حبس اور گھٹن پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ جابرانہ ماحول براہِ راست انسانی نفسیات پر اثر انداز ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں مستقل خوف، شدید ذہنی عدم سکون، اضطراب اور ڈپریشن کی فضا جنم لیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ، اگر کسی مخصوص جغرافیائی علاقے میں مذہبی، مسلکی یا لسانی و نسلی تنازعات سر اٹھا رہے ہوں، تو اقلیتی یا کمزور طبقات کے لیے جان و مال کے مستقل خطرات کے باعث زندگی گزارنا محال ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں داخلی یا خارجی سطح پر نقل مکانی ہی وہ واحد محفوظ ترین رستہ اور عافیت کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے جس کے ذریعے انسان اپنے ایمان، تشخص اور بقا کو برقرار رکھ سکتا ہے۔ چنانچہ، یہ سیاسی و سماجی جبر انسان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ ذہنی سکون اور بقا کی خاطر اپنے مادری وطن کو خیر باد کہہ دے۔

ہجرت کے ممکنہ اثرات:

1) معاشرتی اثرات

ثقافتی تنوع: تنوع زندگی کا حسن ہے، تنوع کے بغیر ہماری یہ زندگی بہت گھٹن زدہ ہوتی ہے، ہجرت سے لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف ہجرت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے مختلف علاقوں کے لوگ مل کر رہنا شروع کرتے ہیں، ہر ایک کی ریت ورواج اور رسومات ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتے ہیں، جس سے ایک خوبصورت تنوع پیدا ہوتا ہے جس کو ہم ثقافتی تنوع کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ تنوع بعض اوقات خوبصورتی کا باعث بنتی ہے جب کہ بعض صورتیں تو ایسی ہوتی ہے جس میں لوگ ایک دوسرے کے ساتھ گھتم گھتا ہو جاتے ہیں۔

سماجی اور معاشرتی تناو: ہجرت کرنے سے لوگ دوسرے علاقوں کی طرف نقل مکانی کرتے ہیں، جس علاقے میں نئے لوگ وارد ہو تو بعض صورتوں میں ان کے درمیان تناو کا ماحول بھی پیدا ہوتا ہے، یہ تناو اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ سب کا رسم ورواج اور تہذیب و ثقافت الگ الگ ہوتی ہیں، اسی طرح لسان کے تفریق

بھی ہوتی ہے۔ یہ وہ اسباب ہے کہ جس پر لوگ افتخار محسوس کرتے ہیں اور انہیں اپنی عزت افزائی کے لئے زریعہ بناتے ہیں، جس سے بحث مباحثے اور پھر تناو بلکہ بعض صورتوں میں تنازعات کا ماحول پیدا ہوتا ہے۔

خاندانی اثرات: ہجرت کی حقیقت بنیادی طور پر ہجر، فراق اور جدائی سے عبارت ہے۔ اس عمل کے نتیجے میں انسان کا اپنے مادری وطن، مٹی، قوم، خاندان، قبیلے اور دیرینہ دوستوں سے جدا ہونا یقینی ہو جاتا ہے۔ یہ جغرافیائی دوری محض جسمانی نقل مکانی تک محدود نہیں رہتی، بلکہ یہ تارکینِ وطن کی زندگی میں گہرے اور پیچیدہ سماجی و خاندانی مسائل کو جنم دیتی ہے، جن میں شدید ترین جذباتی اور نفسیاتی بحران سب سے مقدم ہیں۔ اپنوں سے دوری کا یہ احساس فرد کو تنہائی اور شناخت کے بحران میں مبتلا کر دیتا ہے۔

2) اقتصادی اثرات

مقامی معیشت پر دباو: معیشت توزن سے عمارت ہے، جہاں پر توازن ہو وہاں کی معیشتیں روز بروز زوال پذیر ہوتی ہے، ہجرت کے ساتھ مقامی معیشت پر کافی دباو آکاتا ہے کیوں کہ جو وسائل پہلے مقامی آبادی کے لئے پوری پہور ہے تھے، وہ اب مہاجرین کے استعمال میں بھی آنانا گزیر ہو جاتے ہیں۔

معاشی ترقی: مہاجرین اگر ہنر مند ہو، ان میں کچھ کرنے کی جستجو ہو اور وہ پتریلے زمین میں بھی پانی نکالنے کی ہنر سے آشنا ہو تو ان کی آنے سے مقامی معیشت ترقی کرتی ہے، نت نئے مواقع پیدا ہوتے ہیں، نت نئے ایجادات عمل میں آتی ہے اور دونوں طبقات ایک دوسرے کی تجربات سے مستفید ہو کر آگے بڑھنے کی جستجو کرتے ہیں۔ جس سے ترقی کی رفتار اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہجرت کی ایک صورت کاروبار اور ملازمت کے لئے دوسرے ممالک جانا بھی ہے، وہاں افراد کی ضرورت ہوتی ہے، انہیں محنت کی ضرورت ہے اور ہجرت کرنے والوں کی ضروریات زر سے وابستہ ہوتی ہے اور یوں دوطرفہ فائدہ ہو جاتا ہے۔

3)سیاسی اثرات

پالیسیوں میں تبدیلیاں لانا: ہجرت سے مقامی آبادی، انتظامیہ اور گورنمنٹ کو نئے پالیسیاں متعارف کرنا پڑتی ہے کیوں کہ نئے آنے والوں کی آباد کاری، انہیں بنیادی سہولیات کی ترسیل اور ان کے لئے باعزت روزگار کے مواقع ضروری بنیادوں پر چاہئے ہوتے ہیں۔

بین الاقوامی تعلقات: ہجرت بعض اوقات دو ممالک کے تعلقات پر بھی اثر انداز ہوتی ہے، یہ اثر اندازی کبھی مثبت ہوتی ہے تو کبھی منفی، جیسا کہ کسی ملک کے شہری دوسرے ممالک کی طرف ہجرت کرے، وہاں کی آبادی اور گورنمنٹ کو ان سے فائدہ ہو رہا ہے اور وہ ترسیل زر سے اپنے ملک کو بھی معاشی ترقی دے رہے ہو تو ایسی صورت میں دونوں ممالک کے درمیان تعلقات کافی مثبت ہوتے ہیں، لیکن جب یہ تعداد بہت زیادہ ہو اور وہ دوسرے ملک کی معاشی اور معاشرتی سٹرکچر کو متاثر کر رہی ہو تو ایسی صورت حال میں دونوں ممالک کے تعلقات میں تناو آنا یقینی ہوتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ جدید دور میں ہجرت

محض ایک جغرافیائی نقل مکانی یا معاشی انتخاب نہیں، بلکہ یہ انسانی بقا، سماجی و اقتصادی تغیرات اور شرعی احکامات سے جڑا ہوا ایک انتہائی حساس موضوع ہے۔ زیرِ نظر مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جہاں معاشی بدحالی، ماحولیاتی تبدیلیاں، اور جنگ و جدل جیسے مادی عوامل انسان کو اپنا مادری وطن چھوڑنے پر مجبور کرتے ہیں، وہاں شریعتِ اسلامیہ کے متعین کردہ حدود و قوانین (جیسے دارالاسلام اور دارالحرب کے احکام) فرد کو اپنے ایمان اور تشخص کی حفاظت کے لیے ایک واضح فکری جہت فراہم کرتے ہیں۔ ہجرت جہاں تارکینِ وطن کے خاندانوں کے لیے معاشی استحکام اور ترسیلِ زر کا ذریعہ بنتی ہے، وہاں اپنے پیچھے جذباتی فراق، خاندانی بکھراؤ اور ثقافتی تنہائی کی صورت میں ایک گہرا سماجی و نفسیاتی خلا بھی چھوڑ جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم معاشروں میں داخلی سطح پر امن و امان، سماجی انصاف اور پائیدار

روزگار کے ایسے مواقع پیدا کیے جائیں تاکہ مجبوری کے تحت ہونے والی ہجرتوں کا سدِباب ہو سکے اور انسانی وسائل کا ضیاع روکا جاسکے۔

Bibliography

1. Al Qurna alkareem
2. Al-Asqalani, Ibn Hajar. Fath al-Bari fi Sharh al-Bukhari. Beirut: Dar al-Ma'rifah, n.d.
3. Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail. Sahih al-Bukhari.
4. Al-Hamawi, Ahmad bin Muhammad bin Ali al-Fayyumi. Al-Misbah al-Munir fi Gharib al-Sharh al-Kabir. Beirut: Al-Maktabah al-Ilmiyyah, n.d.
5. Al-Jurjani, Ali bin Muhammad bin Ali al-Zayn al-Sharif. Kitab al-Ta'rifat. 1st ed. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 1983.
6. Al-Kasani, Ala al-Din Abu Bakr bin Mas'ud. Bada'i al-Sana'i fi Tartib al-Shara'i. Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, 2003.
7. Al-Tabrizi, Muhammad bin Abdullah al-Khatib. Mishkat al-Masabih.
8. Al-Zabidi, Muhammad Murtada al-Husayni. Taj al-Arus min Jawahir al-Qamus. Kuwait: Ministry of Guidance and Information - National Council for Culture, Arts and Letters, 1965–2001.
9. Ibn Hisham, Abdul Malik bin Hisham bin Ayyub al-Himyari. Al-Sirah al-Nabawiyyah li Ibn Hisham. 2nd ed. Egypt: Mustafa Al-Babi Al-Halabi Printing Press, 1955.
10. Ibn Manzur, Abu al-Fadl Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram al-Ansari. Lisan al-Arab. Beirut: Dar Sader, 2003.
11. Majmu'at Mutakhassisin (Group of Specialists). Nadrat al-Na'im fi Makarim Akhlaq al-Rasul al-Karim. Jeddah: Dar al-Wasilah, 1998..